پنجرے کی تیلیوں پہ چڑیوں کے
پاؤں بھری لکیریں ابھری ہیں
اڑتی پھیلتی دھوپ پھیلتی
جالی کی جھول تک آتی
نارنجی، نیلی، گلابی، کاسنی، رنگیلی دھاریں
ایک دھنک سی تن جاتی ہے
آنکھ میری حیرت سے دیکھا
مجھ سے لگے پنچھی نے
بالوں کی قربت سے شاید
پنجرہ کا دروازہ کھلا دیا ہے
پر پھیلائے کس جھونکے
ساری چڑیاں سب کی اوٹ میں
اڑنا شاید بھول گئی ہیں

(شاذ تمکنت نظم "نئی آسماں پاؤں تلے")

اس کے علاوہ شاذ تمکنت کی بیشتر نظمیں ایسی ہیں جو مسلسل بحث کا موضوع بن گئی ہیں۔ جو موضوع اور فن کی کسوٹی پر پوری اترتی ہیں۔ جن میں لذت، حسن، عشق کی وادی میں کھو جانا، میرا الجھی زندگی، ایک صبح، دعا وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ چند عشقیہ نظمیں جن میں درد، تنہائی، داد، وغیرہ، رم و راہ، یاد، لمس، دان۔ قریب کی ہے "آدھی رات، پورا چاند" وغیرہ قابل مطالعہ نظمیں ہیں۔ جن میں فراق و وصال کی کیفیت کو بہت ہی خوبصورتی سے نظم بند کیا گیا ہے۔ نظم "آدھی رات، پورا چاند" سے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں

یہ آدھی رات، پورا چاند، جگنو
دم آہو، ہری، گھر گڑیاں
یہ رم آگئی، یہ شور لوں میں
یہ ویران نگر، دور کے گاؤں
میں شبنم سے شعر کو لکھ رہا ہوں

الغرض شاذ تمکنت کی نظموں میں عصری مسائل، محبت، بدلتے ہوئے حالات، انسانی ہمدردی، سماجی تبدیلی، اعلیٰ اقدار، رشتوں کی ناہمواری اور وقت کی اہمیت وغیرہ جیسے اہم موضوعات ملتے ہیں جو شعری ہم آہنگی کے ساتھ منفرد اسلوب میں پائے جاتے ہیں۔ شاذ تمکنت کے گہرے مطالعے کے اس سرسری جائزہ لینے کے بعد کہیں یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ایک بے مثال شاعر تھے۔ اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے شاذ تمکنت کی نظم نگاری کے مختلف جہات پر سنجیدگی سے سمجھنا، سوچنے کی اشد ضرورت ہے۔

حوالہ جاتی کتب

(۱) شاذ تمکنت "تراشیدہ" حیدرآباد ۱۹۶۶ء
(۲) شاذ تمکنت "بیاض شام" حیدرآباد ۱۹۷۳ء
(۳) شاذ تمکنت "نیم خواب" حیدرآباد ۱۹۷۷ء
(۴) شاذ تمکنت "دست دعا" حیدرآباد ۱۹۸۴ء
(۵) شاذ تمکنت "کلیات شاذ" ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی
(۶) شاذ تمکنت "محرم کی طرح، حیات اور کارنامے" حیدرآباد ۱۹۹۸ء
(ڈاکٹر ... ۱۹۹۰ء کے بعد ... اردو ... ۱۹۹۵ء)

☆☆☆

ISSN 2395 - 2981

جون
2018

ماہنامہ

شاندار

اعظم گڑھ

Monthly **SHANDAR** Azamgarh

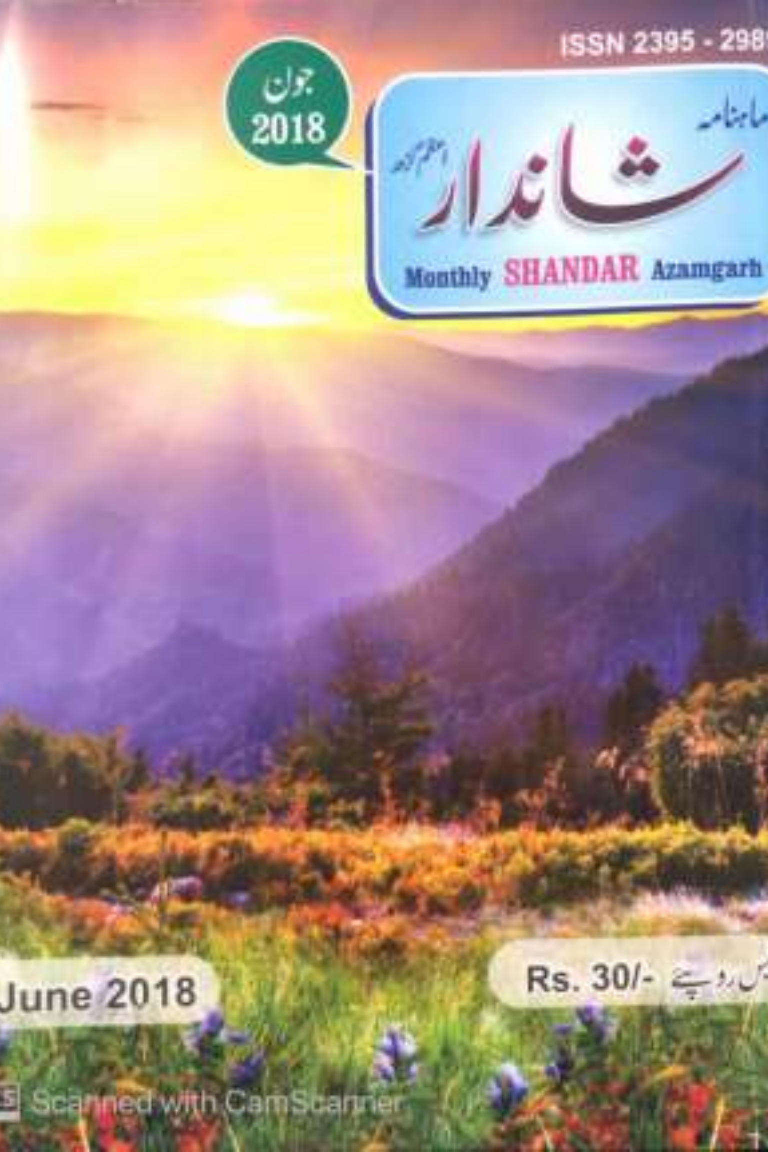

June 2018

Rs. 30/- روپے

Scanned with CamScanner

ماہنامہ شاندار اعظم گڈھ

Monthly SHANDAR Azamgarh

نیاز جیراجپوری (ایم اے ۔ ایل ایل ایم) (مدیر)

بیاد عظیم [illegible]

ISSN 2395 - 2989

[illegible]

June 2018 جون

☆☆☆☆☆☆ فہرست ☆☆☆☆☆☆

۱۔ اداریہ [illegible] --- نیاز جیراجپوری --- ۲

۲۔ مضمون [illegible]

--- ڈاکٹر محمد [illegible] --- ۳

۳۔ غزل --- مسلم [illegible] --- ۵

۴۔ مضمون [illegible] ایک روشن چراغ

--- حارث [illegible] --- ۸

۵۔ مضمون غالب [illegible] --- محمد عرفان --- ۱۳

۶۔ مضمون [illegible]

--- محمد [illegible] خان --- ۱۷

۷۔ مضمون اردو [illegible] اصلاحی پہلو --- محمد شاداب --- ۲۱

۸۔ غزل --- محمد شفیق --- ۲۵

۹۔ [illegible] کہانی [illegible]

--- حمیدہ [illegible] --- ۲۹

۱۰۔ نظم [illegible] --- ڈاکٹر طارق قمر --- ۳۳

۱۱۔ کہانی [illegible] --- حنیف سید --- ۳۴

۱۲۔ مضمون [illegible] انقلابی شاعری --- [illegible] --- ۳۶

۱۳۔ کہانی [illegible] --- عشرت [illegible] --- ۴۸

۱۴۔ نظم [illegible] --- [illegible] اختر --- ۵۰

۱۵۔ کہانی [illegible] --- ڈاکٹر محمد [illegible] --- ۵۱

۱۶۔ غزلیں سلیم انصاری / [illegible] --- ۵۵

۱۷۔ [illegible] کہانی [illegible] --- محبوب [illegible] --- ۵۶

۱۸۔ مضمون [illegible]

--- [illegible] --- ۶۰

☆☆☆

☆ Communication ☆ رابطہ

Neyaz Jairajpuri M.A. LL.M (Alig) نیاز جیراجپوری

Editor SHANDAR Monthly

67, Jalandhari

Azamgarh - 276001 (U.P.) INDIA

Mobile: 0091 9935751213 / 9616747576

Email: njairajpuri@gmail.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

[illegible]

Western Union Money Transfer Service [illegible]

Mail / SMS [illegible]

Neyaz Jairajpuri a/c No. [illegible]

IFSC Code [illegible]

Punjab National Bank, Heera Patti [illegible] Branch

Azamgarh - 276001 (U.P.) INDIA

[illegible]

Scanned with CamScanner

اُردو نظم میں تعلیمی و اصلاحی پہلو

محمد شارب
Research Scholar, Urdu Dept, Hyderabad University, Hyderabad - 500046
Email: mohdsharibkhan54@gmail.com Mobile: 7032775100

☆

جنگ میسور کے بعد انگریزوں نے ہندوستان پر اپنے اقتدار کا اعلان کر دیا اور پھر ۱۸۵۷ء کی پہلی ناکام جنگ آزادی کے بعد مکمل طور پر اپنا سیاسی اقتدار بھی مستحکم کر لیا۔ چوں کہ فاتح قوم مفتوح سے کئی معاملوں میں طاقتور ہوتی ہے۔ لہٰذا جب انگریز ہندوستان پر پوری طرح سے قابض ہو گئے تو فطری طور پر یورپی علوم وفنون، تہذیب وتمدن، فکر وفلسفہ غرض یہ کہ زندگی کے تمام شعبوں پر اثر انداز ہونے لگے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان کی تہذیب وثقافت میں ایک انقلاب برپا ہو گیا اور اس کا اثر براہ راست اردو ادب پر بھی پڑا۔

اردو ادب میں اس تبدیلی کا اثر سب سے پہلے سرسید احمد خاں اور ان کے رفقاء نے قبول کیا۔ یہ الگ بات ہے کہ محمد حسین آزاد اور حالی نے مغربی ادب کا اثر براہ راست نہ لے کر ترجموں کے ذریعے مطالعہ ومشاہدہ کیا۔ انھوں نے ترجموں کے ذریعے مغربی شاعری کا بغور مطالعہ کیا اور مغربی شاعری کے مطالعے سے ان کے ذہن خانے میں جو تصورات ابھر کر سامنے آئے اس نے نظم نگاری کی کلاسکی روایت پر دور رس اثرات مرتب کیے۔

یوں تو اردو زبان وادب کے فروغ وارتقا میں کئی شعراء، افراد اور کئی تحریکوں نے کام کیا لیکن جدید اردو نظم کے حوالے سے انجمن پنجاب کا کارنامہ قابل تحسین ہے۔ مغربی ادب کے مطالعے سے آزاد اور حالی کے ذہن میں دیگر علوم وفنون کے علاوہ شاعری سے متعلق جو تصورات پیدا ہوئے ان سے ایک انقلاب برپا ہو گیا۔ ان کی اس ذہن سازی میں انگریز افسر … کا اہم رول رہا ہے۔ بعد میں جب کرنل ہالرائڈ کا تقرر ہوا تو انھوں نے بھی اس کی حوصلہ افزائی کی۔ کرنل ہالرائڈ کی ایما پر ہی لاہور میں انجمن پنجاب کی بنیاد رکھی گئی۔ یہیں سے جدید اردو نظم نگاری کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ انجمن کے جلسے میں آزاد نے "نظم اور کلام موزوں کے باب میں خیالات" کے عنوان سے جو لکچر مقالہ پڑھا تھا اس میں انھوں نے بڑے ہی مدلل انداز میں قدیم وجدید شاعری کے حسن وقبح کی طرف توجہ کی اور شعرا کو انگریزی ادب سے استفادہ کرنے کا مشورہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ "تمہارے بزرگ اور تم ہمیشہ نئے مضامین اور نئے انداز کے موجد رہے مگر نئے انداز کی خلعت اور زیور جو آج کے مناسب حال ہیں وہ انگریزی صندوقوں میں بند ہیں کہ ہمارے پہلو میں دھرے ہیں اور ہمیں خبر نہیں۔ ہاں صندوقوں کی کنجی ہمارے ہم وطن انگریزی دانوں کے پاس ہے۔"

آگے اردو شاعری کی بعض خامیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں "اے میرے اہل وطن! مجھے بڑا افسوس اس بات کا ہے کہ عبارت کے زور، مضمونوں کا جوش وخروش اور لطافت ومحاورہ کے سامان تمہارے بزرگ اس قدر دے گئے ہیں کہ تمہاری زبان کسی سے کم نہیں کی، فقط اتنی کمی ہے کہ وہ چند بے موقع احاطوں میں گھر کر محبوس ہو گئے ہیں وہ کیا؟ مضامین عاشقانہ ہیں جس میں کچھ وصل کا لطف بہت سے حسرت و ارمان اس سے زیادہ ہجر کا رونا، شراب، ساقی، بہار، خزاں، فلک کی شکایت اور اقبال مندوں کی خوشامد ہے۔ یہ مطالب بھی بالکل خیالی ہوتے ہیں اور بعض دفعہ ایسے پیچیدہ اور دور دور کے استعاروں میں ہوتے ہیں کہ عقل کام نہیں کرتی۔ اسے خیال بندی اور

جا کر لیلیٰ کہتے ہیں اور فخر کی مونچھوں پر تاؤ دیتے ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ ان محدود دائروں سے ذرا بھی نکلنا چاہیں تو قدم نہیں اٹھا سکتے۔ یعنی اگر کوئی واقعی سرگزشت یا علمی مطلب یا اخلاقی مضمون نظم کرنا چاہیں تو اس کے بیان میں بے حرہ رہ جاتے ہیں۔"۶

دراصل اس وقت ہماری شاعری روایت کے بوجھ تلے دبی ہوئی تھی ایسے میں آزاد کے یہ خیالات اس روایت کے خلاف ایک شعوری عمل کے طور پر سامنے آئے۔ ایسی شاعری جس میں بیش تر تکلف، تصنع، ظاہر پرستی، سطحیت اور ابتذال بھرا ہوا تھا اور موضوعات کی تکرار کی وجہ سے بے وقت کی راگنی بن چکی تھی، ایسے حالات پیدا ہوئے تو اس پر تکلف اور تصنع شاعری کے خلاف ایک ردعمل شروع ہوا اور نتیجے میں ایک ایسی صنف شاعری کے لیے راہیں ہموار ہوئیں جو تازگی، جدت اور اجتہاد سے معمور تھی۔ انجمن کے بینر تلے ۱۸۷۴ء میں ایک نئے طرز کا مشاعرہ شروع ہوا جس میں مصرع طرح کے بجائے نظم کا عنوان دیا گیا اور شعراء سے موضوعاتی نظم سنانے کی فرمائش کی گئی۔ لیکن ان نظموں میں موضوعات کے سوا روایت میں کوئی نیا پن نہیں تھا۔

موضوعات کا یہ تجربہ آزاد اور حالی سے پہلے نظیر اکبر آبادی کر چکے تھے۔ نظیر کی بیش تر اہم نظموں میں روٹی، آدمی نامہ، بنجارہ نامہ، توحید، مفلسی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ نظم روٹی میں روٹی کے حوالے سے موجودہ زمانے میں مفلوک الحال عوام کی زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ بھی دکھانے کی کوشش کی ہے کہ جب آدمی شکم سیر ہوتا ہے تو سب کچھ اچھا لگتا ہے۔

دکنی شعراء میں محمد قلی قطب شاہ کے یہاں موضوعات کا جو تنوع ہمیں دیکھنے کو ملتا ہے وہ دیگر شعراء کے یہاں نایاب ہے۔ محمد قلی قطب شاہ نے متعدد نظمیں خاص موضوعات پر لکھی ہیں۔ ان میں عید، شب برات، رسومات، [illegible] کا ذکر وغیرہ نظمیں کافی اہم ہیں۔

آزاد اور حالی نے زمانے کے تقاضوں کو سمجھتے ہوئے شاعری کا محور [illegible] نئی اصلاح

اور ترقی کے آلات کے طور پر استعمال کیا۔ آزاد اور حالی نے انجمن پنجاب کے مشاعروں میں جو بھی نظمیں پیش کی تھیں ان میں [illegible] جھلکتی ہوئی قدریں، تعمیر و ترقی، تعلیمی و معاشرتی اصلاح کی آرزو اور مستقبل کے تابناک ہونے کا یقین ملتا ہے۔

آزاد کی زیادہ تر نظموں کے موضوعات نیچرل شاعری کے حدود میں آتے ہیں۔ یعنی ان کی نظموں میں حسن و عشق کے بجائے اخلاقی مضامین اور فطرت کے مناظر کا رنگ غالب نظر آتا ہے۔ ان کی شاعری میں ہمیں تمثیل نگاری کا لطف [illegible] ہے۔ مثنوی "شب قدر" نئے رنگ میں لکھی گئی ان کی شاہکار ہے۔ اس کے علاوہ نظم سلام علیک، [illegible] صبح امید، [illegible] وغیرہ [illegible] ان کی اہم نظمیں ہیں۔ اس سلسلے میں [illegible] رقم طراز ہیں:

"[illegible] اس میں آزاد نے تقریر کے بعد "شب قدر" کے عنوان سے ایک نظم سنائی تھی جو آئندہ مشاعرے کے لیے لکھی گئی۔ [illegible] "شب قدر" [illegible] میں آتی ہے [illegible] سے موسوم کیا جاتا ہے۔ دراصل اس میں رات کی اہمیت اور [illegible] بتائی گئی ہے۔

"رات" طالب علموں کے لیے کس درجہ مفید ہے ملاحظہ کیجیے:

ہیں مدرسے کے طالب علم اپنے حال میں
کل صبح امتحان ہے سو اس کے خیال میں
[illegible] کے یاد کرتے ہیں آپس میں [illegible]
بچے جدا جدا بھی ہیں بیٹھے [illegible]
کرلیں جو کچھ کہ کرنا ہے شب درمیان ہے
کل صبح [illegible] ہے اور امتحان ہے
[illegible] بیٹھے [illegible] محنت سے [illegible] ہے
قسمت تو [illegible] طرح ہے پہ محنت ضرور ہے ۷

مولانا الطاف حسین حالی شاعری میں سادگی، اصلیت اور جوش کے قائل ہیں اور ان کی پوری شاعری کا محور یہی اصول ہیں۔ جس میں اخلاقی اور قومی پیغام کا درد چھپا نظر آتا ہے۔ حالی شاعری میں

موضوع پر موثر کی افادیت کے قائل تھے۔ ان کی اہم نظموں میں نشاط امید، حب وطن، برکھا رت، مناظرہ رحم و انصاف وغیرہ کا نام قابل ذکر ہے۔ "مناجات بیوہ"، "چپ کی داد" اور "مدو جزر اسلام (مسدس حالی)" وغیرہ اس وقت سے لے کر اب تک کافی مشہور و مقبول ہیں۔ "مناجات بیوہ" میں عورتوں کے مسائل اور ان کی دردناک حالات کا بیان کیا گیا ہے۔ "چپ کی داد" میں عورت کی خوبیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ سرسید کے ایما پر قوم وملت کی بھلائی، اس کے تابناک ماضی اور روشن مستقبل کو موضوع بناتے ہوئے مسدس حالی جیسی تصنیف لکھنے کی ہمت دکھائی اور اسے سرسید نے اپنے لیے "توشہ آخرت" سمجھا۔ جس میں مسلمانوں کے عروج وزوال کی داستان بہت ہی موثر انداز میں نظم کی گئی ہے۔ غرض یہ کہ حالی نے افادیت کے اصول کے تحت قوم وملت کی اصلاح کرنے کی بھرپور کوشش کی چند اشعار ملاحظہ ہوں

ملک میں عزت سے رہنا میں سکھاؤں گا تمہیں
سلطنت کا ہنر بتلاؤں گا تمہیں
قابلیت تم میں بڑھنے کی جو دیکھو گی قدر
جو کہوگے جس قدر اتنا بڑھاؤں گا تمہیں
جب یہ کہتے تھے کہ ہم ہوتے تھے کب کے بے خبر
داستان خواب غفلت سے جگاؤں گا تمہیں
یاد ہوگا تم کو وہ کھویا ہوا اپنا خطاب
پھر لقب "خیر امم" کا دلاؤں گا تمہیں
مجھ کو دیکھو گر مرے ماضی میں ہو کچھ اشتباہ
نور روشن آپ اپنی روشنی ہے گواہ

علامہ شبلی نعمانی نے بہت کم نظمیں لکھی لیکن جو بھی لکھیں اعلا پایہ کی تھیں۔ ان کا تخیل شعر گرچہ اعلی اور خاص معیاری تھا اور شاعری میں تخیل اور جذبات کے قائل تھے ان کا مجموعہ "کلیات شبلی" اردو میں سیاسی، مذہبی، اخلاقی و اصلاحی نظمیں جو بہت بیش قیمت ہیں۔

ان کی نظموں میں معمولی سے معمولی تاریخی واقعات کو شعری سانچوں میں ڈھالنے کا ہنر ملتا ہے۔ "عدل جہانگیری" ان کی بہترین مثال ہے۔ روانی، سادگی، حقیقت پسندی ان کی نظموں کے بنیادی اوصاف ہیں۔ ان کی نظموں کو پڑھتے وقت ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہر شعر دوسرے شعر کو آگے کی طرف بڑھا رہا ہے۔ یہی ارتقائے خیال موجودہ جدید نظم کی خصوصیات میں سے ایک ہے۔ شبلی کی مشہور نظم "صبح امید" پر تبصرہ کرتے ہوئے کوثر مظہری لکھتے ہیں۔ "شبلی ہمیں نئی روشنی اور نئی تعلیم و تہذیب سے آنکھیں ملانے کی تلقین بھی کرتے ہیں اور تنبیہ بھی دیتے ہیں۔ زمانے کی سمت رفتار سے بھی آگاہ کرتے ہیں۔"

سمجھے نہ ذرا کہ وقت کیا ہے
کس سمت زمانہ چل رہا ہے
پلٹا ہے فلک نے اور پہلو
اب رنگ زمانہ ہے دگرگوں
اب صورت ملک دوسری ہے
افلاک نئے، زمیں نئی ہے
جیسے تھے وہیں رہے ہم
بیٹھے تھے جہاں وہیں رہے ہم
بیمار ہیں خستہ حال ہیں ہم
عبرت کدۂ زوال ہیں ہم
مٹنے پہ ہے اب نشاں ہمارا
گم گشتہ ہے کارواں ہمارا

شبلی نے اپنے زمانے کی سیاسی، تعلیمی، مجلسی اور تمام اصلاحی اور تعلیمی تحریک خاص کر سرسید تحریک کو اپنی آنکھوں سے دیکھی اور بھی اس سے متاثر ہو کر جو بھی نظمیں لکھی اس میں اصلاحی، تعلیمی اور سیاسی عناصر جا بجا نظر آتے ہیں۔

اسمٰعیل میرٹھی نے بھی ادب اطفال کے حوالے سے مختلف موضوعات پر ہلکی پھلکی نظمیں لکھیں۔ ان کی روانی، سلاست اور شگفتگی میں اپنی مثال آپ رکھتی ہیں۔ ان کی نظموں میں سیاسی، سماجی، اخلاقی اور نیچرل مناظر کی بہ کثرت عکاسی ملتی ہیں۔

اس کے بعد آنے والی آزادی تحریکات اور عوام کے رگ رگ میں

Scanned with CamScanner

اصلاحی انداز اپنایا۔ انھوں نے مغرب پرستی اور مغربی تہذیب کے خلاف
قلم بلند کیا۔ اپنی شاعری کو صرف چٹکلے بنانے کے بجائے
سماج و قوم کی اصلاح کا ذریعہ بنایا۔ انھوں نے سماج میں پھیلی ہوئی
برائیوں اور خامیوں کو بڑے ہی دلچسپ انداز میں نمایاں کیا ہے۔ اکبر
کی شاعری معاشرے پر گہرا طنز ہوتے ہوئے بھی گراں نہیں گزرتی۔
نظم "نئی تہذیب" اس کی عمدہ مثال ہے۔ دیگر نمائندہ اور قابل ذکر
نظموں میں "فرضی لطیفہ" "مستقبل" "مدرسہ علی گڑھ" "برق کلیسا" "تعلیم
نسواں" ہیں جو ان کے خیالات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ اکبر سر سید
اور ان کی تحریک کی مخالفت کرتے رہے لیکن ایک وقت ایسا آیا جب
انھیں سر سید اور ان کی علمی و اصلاحی کاوشوں کو ماننا پڑا۔ اس سلسلے میں کوثر
مظہری لکھتے ہیں: "اس طرح اکبر کی طنزیہ شاعری بھی سر سید تحریک کو
مجروح نہ کر سکی۔ بلکہ اکبر جب طنز کے تیر برسا چکے اور انھیں کچھ بھی
حاصل نہ ہو سکا تو سر سید کے سامنے ایک طرح سے گویا گھٹنے ٹیک
دیا اور کہا کہ ہماری باتیں ہی باتیں ہیں سید کام کرتا تھا"

حالی اور آزاد کی پیروی کرتے ہوئے آنے والی نسلوں کے
شعرا جن میں شوق قدوائی، وحید الدین سلیم، نظم طباطبائی، سرور جہاں
آبادی، محشر کاکوروی، چکبست وغیرہ کے نام اہم ہیں۔ ان تمام
شاعروں نے ایسے موضوعات پر نظمیں لکھنا پسند کیا جس سے سماج کی
اخلاقی اصلاح ہو سکے اور قوم و ملت کا تعلیمی گراف بھی بڑھایا جا سکے اور
ساتھ ہی ساتھ ان کی اخلاقی تعلیم بھی ہو سکے۔

اردو نظم کا یہ اصلاحی و تعلیمی سفر ان تمام شعرا سے ہوتا ہوا
علامہ اقبال تک پہنچتے پہنچتے فکر و خیال کا یہ دائرہ اور وسیع ہو گیا۔ اردو
نظم فرسودہ خیالات کے جالے سے نکل کر موضوعات اور قوم و ملت کی
تعلیم و اصلاح میں تکمیل کا جوہر ثابت ہوئی اور اقبال نے اپنی نظموں کو
اپنے پیام و تعلیمات کا ذریعہ بنایا۔ انسانیت کی بقا کے لیے خودی،
خودداری، سربلندی، بلند ہمتی اور فکر و نظر میں وسعت کی تعلیم کو
ضروری قرار دیتے ہیں۔ مثال کے لیے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

زندگی ہو مری پروانے کی صورت یارب
علم کی شمع سے ہو مجھکو محبت یارب

یونانیوں کو جس نے حیران کر دیا تھا
سارے جہاں کو جس نے علم و ہنر دیا تھا
مٹی کو جس کی حق نے زر کا اثر دیا تھا
ترکوں کا جس نے دامن ہیروں سے بھر دیا تھا
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

اور یہ اہل کلیسا کا نظام تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں
تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو
کتاب خواں ہے مگر صاحب کتاب نہیں

اقبال اپنی فلسفیانہ شاعری اور مخصوص اصلاحی اور تعلیمی
پیغام کی وجہ سے معاصر نظم نگاروں میں علاحدہ و منفرد شناخت رکھتے ہیں۔

اردو نظم میں جس دلچسپ اصلاحی و تعلیمی مشن کا آغاز
محمد حسین آزاد اور حالی سے چلا تھا وہ اقبال تک آتے آتے اپنی
بلندیوں کو چھو رہا تھا۔ بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ اصلاحی مشن اقبال کے
بعد ختم تو نہیں ہوا لیکن "[illegible]" کے [illegible]
گیا۔ کیوں کہ اقبال ہی کے زمانے میں سیماب اکبر آبادی، حفیظ
جالندھری، احسان دانش اور اختر شیرانی بھی نظمیں لکھ رہے تھے۔ ان
میں جوش کے یہاں سیاسی و قومی مسائل اور حسن و عشق کے موضوعات
ملتے رہے۔

اردو نظم میں زمانے اور حالات کے موافق موضوعات
بدلتے رہے جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں وہ تحریک آزادی کا زمانہ رہا ہو یا ترقی
پسندی یا تقسیم ہند کے وقت کے مسائل و حالات یا پھر جدید یا مابعد
جدید کا زمانہ رہا ہو، اردو نظم کو ہر زمانے میں قوم و سماج کی فلاح
و بہبود کے لیے تعلیم اور اصلاح کا کام لیا گیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ
ہر دور میں اس کی نوعیت مختلف رہی ہے۔

٭٭٭

حواشی:

(۱) محمد حسین آزاد، نظم آزاد، ص ۱۴، مطبع کریمی لاہور ۱۹۲۶ء

(۲) محمد حسین آزاد، نظم آزاد، ص ۱۳، مطبع کریمی لاہور ۱۹۲۶ء

(۳) کوثر مظہری، جدید نظم: حالی سے میراجی تک، ص ۸۳، عرشیہ پبلی کیشنز، طبع سوم، دہلی ۲۰۱۳ء

(۴) الطاف حسین حالی، مجموعہ نظم حالی، ص ۹۲، ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ ۲۰۱۳ء

(۵) کوثر مظہری، جدید نظم: حالی سے میراجی تک، ص ۱۲۵-۲۰۷، عرشیہ پبلی کیشنز، طبع سوم، دہلی ۲۰۱۳ء

(۶) کوثر مظہری، جدید نظم: حالی سے میراجی تک، ص ۱۱۲، عرشیہ پبلی کیشنز، طبع سوم، دہلی ۲۰۱۳ء

(۷) محمد اقبال، کلیات اقبال، بانگ درا، بچے کی دعا، ص ۳۳، ایجوکیشنل پبلشنگ ۲۰۱۱ء

(۸) محمد اقبال، کلیات اقبال، بانگ درا، ہندوستانی بچوں کا قومی گیت، ص ۸۷، ایجوکیشنل پبلشنگ ۲۰۱۱ء

(۹) محمد اقبال، کلیات اقبال، ضرب کلیم، دین و تعلیم، ص ۸۰۶، ایجوکیشنل پبلشنگ ۲۰۱۱ء

(۱۰) محمد اقبال، کلیات اقبال، ضرب کلیم، طالب علم، ص ۸۰۲، ایجوکیشنل پبلشنگ ۲۰۱۱ء

☆☆☆

"اردو پڑھنے والوں کی تعداد تو کم نہیں ہے۔ لیکن غالباً سب مفت میں پڑھنے والے ہیں۔ اور سبھی اپنے آپ کو اہل علم و ادب سمجھتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ اردو میں اچھے رسالوں کا قائم رہنا ناممکن ہو گیا ہے۔"

---منشی پریم چند

(مکتوب بنام دیا نرائن نگم، ۱۸ فروری ۱۹۲۳ء)

☆☆☆ غزل ☆☆☆

محمد شفیق

D.D.S. 82 44 243 3rd Street, Bellerose.
New Yark NY 11426 U.S.A.
Email: shafique523@hotmail.com

☆

اس احتیاط سے وہ رابطے میں رہتا ہے
مرے قریب وہ اک فاصلے سے رہتا ہے

نہ جانے کون یہاں قاعدے میں رہتا ہے
مگر یہ پیار کسی ضابطے میں رہتا ہے

غم کمال کا رکھتا ہے اپنی چاہت کا
وہ روز شکل مرے حافظے میں رہتا ہے

کبھی خوشی تو کبھی درد سے بہلتا ہے
یہ دل کسی نہ کسی حادثے میں رہتا ہے

بہت کیا ہے مرا انتظار بھی لیکن
مگر یہ وقت کسی دائرے میں رہتا ہے

وہیں بلاد کبھی جا کے نہیں دیکھا
نئی بہار جہاں زاویے میں رہتا ہے

مرا کسی سے تعلق بہت پرانا ہے
وہ جس کا ذکر ترے رابطے میں رہتا ہے

ترے لیے یہ دل کسی نے اپنی ہاری ہے
زمانہ اپنے ہی اک قاعدے میں رہتا ہے

کسی کو علم نہیں سمت کا یہاں یہ شفیق
وہ اک شخص کسی قافلے میں رہتا ہے

☆☆☆

Scanned with CamScanner

MAUR101CCT **BKID-142**

لسانیات

(پہلا پرچہ)

برائے

ایم۔ اے۔ اردو (پہلا سمسٹر)

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد

©Maulana Azad National Urdu University, Hyderabad

Course : M. A. Urdu

ISBN: 978-93-95203-40-1

Edition: 2022

ناشر	:	رجسٹرار، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد
اشاعت	:	2022
تعداد	:	5000
قیمت	:	310/-
ترتیب و تزئین	:	ڈاکٹر محمد [illegible]، نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد
سرورق	:	ڈاکٹر محمد [illegible]، نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد
مطبع	:	[illegible]، نئی دہلی

لسانیات

Lisaniyaat

For M.A. 1st Semester

Paper 1st

Editor

Prof. Nikhath Jahan

Professor (Urdu), DDE, MANUU

On behalf of the Registrar, Published by:

Directorate of Distance Education

Maulana Azad National Urdu University

Gachibowli, Hyderabad-500032 (TS), Bharat

Director: dir.dde@manuu.edu.in **Publication:** ddepublication@manuu.edu.in

Phone: 040-23008314 **Website:** manuu.edu.in

CS Scanned with CamScanner

کورس کوآرڈی نیٹر

[illegible]

مصنفین	اکائی نمبر
ڈاکٹر [illegible]، شعبہ [illegible]، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ	اکائی 1,2,3,4,9,10,11,12,13
ڈاکٹر [illegible]، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ	اکائی 5, 6, 7, 8
ڈاکٹر [illegible]، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ	اکائی 14, 15
ڈاکٹر [illegible]	اکائی 16

Scanned with CamScanner